تحریک ختم نبوت......زندہ باد

سہیل باوا لندن

3 ؍مارچ 1953ء کی صبح تھی، شہر لاہور میں عملاً کرفیو نافذ تھا، مگر ختم نبوت کے پروانوں کو بھلا ان پابندیوں کی کب پرواہ تھی...... پروانہ رسالت کے شیدائی جوق در جوق نکلے......ادھر قادیانیت نواز منصوبہ بندی کر چکے تھے......بس پھر کیا تھا......گولیوں کا مینہ برسنے لگا......ختم نبوت کے پروانوں کی نعشیں گرتی رہیں...... اِدھر ختم نبوت کے نعرے تھے...... اِدھر پروانہ رسالت سینے پر گولیاں کھا رہے تھے......ادھر نعشوں کو چھانگا مانگا کے جنگلوں میں اجتماعی قبروں میں دفنا کر نعشوں کی نئی صف بچھانے کیلئے میدان تیار ہو رہا تھا...... اور دیکھتے ہی دیکھتے 10 ہزار متوالوں نے ساقی کوثر ﷺ کی حرمت پر اپنی جانیں قربان کر دیں......خونچکاں تاریخ رقم ہوگئی......مگر کہنے والے آج بھی یہ کہتے ہیں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

22 ؍مئی 1974ء کی دوپہر تھی، نشتر کالج ملتان کے 100 طلبہ شمالی علاقہ جات کی تفریح کیلئے جا رہے تھے، جب ان کی ٹرین ربوہ پہنچی تو حسب معمول قادیانیوں نے گاڑی میں اپنا تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا، طلبہ نے احتجاج کیا، احمدی گرگے غضبناک ہوگئے اور طلبہ کو مزہ چکھانے کا فیصلہ کر لیا، 29 ؍مئی کو چناب ایکسپریس سے واپس آتے ہوئے طلبہ پر مرزائی دہشتگردوں نے ہلہ بول دیا...... نہتے طلبہ احمدی بلوائیوں کا مقابلہ نہ کر سکے...... چناب ایکسپریس کی بوگیوں کو ٹارچر سینٹر بنا دیا گیا......طلبہ لہولہان ہوگئے......نوخیز جوانیوں کے بدنوں سے رستا خون قوم کے وجود میں اشتعال بن کر دوڑا اور پھر جہاں جہاں سے زخموں سے چور لہولہان طلبہ کی گاڑی گذرتی گئی، فتنہ قادیانیت کے بارے قوم کا غصہ بڑھتا گیا، طلبہ کی ٹرین جس اسٹیشن پر رکی...... پورا شہر استقبال کو اُمڈ آیا......ملک بھر میں اس واقعے کے خلاف ہڑتال ہوگئی......مظاہروں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا...... تحریک ملک بھر کے گلی کوچوں میں چلنے لگی، پوری قوم قادیانیت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی......ارے کون بوڑھا کیسا جوان......سب میدان عمل میں تھے......عورتیں دودھ پیتے بچوں کو گود میں اُٹھا کر سڑکوں پر آ کھڑی ہوئیں......سب کا ایک ہی مطالبہ تھا......ختم نبوت کے منکرین احمدی غنڈوں کو اسلام سے خارج کرنے کا قانون نافذ کیا جائے ......ایسی تحریک چلی کے ولولہ انگیزی کی تاریخ رقم ہوگئی مگر کہنے والے آج بھی یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

7 ؍ستمبر 1974ء کی شام تھی، قومی اسمبلی کے اجلاس میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حوالے سے تقریر کر رہے تھے، اس تاریخ تقریر میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کہا کہ ’’قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ سیاسی نہیں بلکہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے، یہ مسئلہ 90 سال پرانا ہے، جس پر 1953ء میں وحشیانہ طور پر قابو پانے کی کوشش کی گئی، اگر اب بھی عوامی خواہشات کو کچل کر کوئی عارضی حل نکال لیا جاتا تو یہ مسئلہ دب تو جاتا مگر ختم نہ ہوتا، پاکستان اسلام کی بنیاد پر بنا ہے، پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت جس چیز کو اپنے اعتقادات کے خلاف سمجھتی ہے، اس کے حق میں فیصلہ کرنا پاکستان کے تصور کو ٹھیس لگانے کے مترادف ہوگا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا مذہبی فیصلہ بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے جائز مطالبات پورے کرے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا حکومت کی نہیں پاکستان کی عوام کی کامیابی ہے، اگر تمام جماعتوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا تھا‘‘ ذوالفقار علی بھٹو کے ان واضح اعترافات کے باوجود کہنے والے آج بھی کہتے ہیں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا اگر متنازعہ سیاسی تھا تو اس فیصلے سے قبل پاکستان کے سینے پر مرزائیت کے خنجر کس نے گھونپے، قادیانی وزیر خارجہ سر ظفراللہ کی ایماء پر سیٹو اور سنیٹو جیسے معاہدوں پر دستخط کر کے پاکستان کو غلامی میں کس نے دیا؟ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین نے پاک فوج کو بے دست و پا کیوں کیا؟ پلاننگ کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد قادیانی نے مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کی سازش میں حصہ لے کر پاکستان کو دولخت کس کے کہنے پر کیا؟ نوبل انعام یافتہ قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی راز کو کیوں دیئے؟ قادیانی پاکستان کے سینے پر مونگ دل رہے تھے، پاکستان کی عوام کو یرغمال بنا کر وہ اپنے استعمارانہ ایجنڈوں کی تکمیل کیلئے اسلام کو اپنے نشانے پر رکھے ہوئے تھے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک خالصتاً قومی، سیاسی اور مذہبی مسئلہ تھا اگر اس دیوس طبقے کو اسلام کی صفوں سے باہر نہیں نکالا جاتا تو آج نہ جانے کتنے بنگلہ دیش بن چکے تھے، تاریخ گواہ ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم مرحوم نے قادیانی گماشتے سر ظفراللہ خان کو اہم عہدے پر فائز کرنے کی مخالفت کی تھی، تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ برصغیر کے اس عظیم رہنماء سے جب دورہ کشمیر کے موقع پر قادیانیوں کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ پاکستانی عوام کی اکثریت احمدیوں کے اسلام کے حوالے سے مشکوک ہے اور پاکستانی عوام کی اکثریت کا فیصلہ ہی قابل قبول ہوگا

1953ء کے 10 ہزار شہداء نے کیا ایک متنازعہ سیاسی مسئلے کیلئے اپنی جاں جان آفرین کے سپرد کی تھی؟ 1974ء میں ربوہ میں طلبہ کی ٹرین پر قادیانی غنڈوں کے حملے کے نتیجے میں ملک کے طول و عرض سے بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں کیا کسی متنازعہ سیاسی فیصلے کیلئے نکلے تھے؟ احمدی خود اس بات کے قائل ہیں کہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں ان کے مذہب سے متعلق متفقہ فیصلہ پاکستانی عوام کی اُمنگوں کا ترجمان ہے، گذشتہ سال 8/ جولائی 2010ء کو عربی جریدے ہفت روزہ الاخبار میں احمدی عبادت گاہ کے سربراہ شمشاد احمد صدیقی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ ''پاکستانی حکومت اور پاکستانی عوام کی اکثریت احمدیوں کیلئے نرم گوشہ نہیں رکھتی'' جب خود احمدی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستانی عوام کی اکثریت قادیانیت کو تسلیم نہیں کرتی ہے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے کو متنازعہ کہنا حماقت ہے، جمہوری معاشروں میں اکثریت کے فیصلے کو ریاستی تائید حاصل ہوتی ہے اور احمدیوں کی حمایت میں پاکستان سمیت دنیا بھر کا مسلمان ایک لفظ سننے کو تیار نہیں، احمدی کل بھی غیر مسلم تھے، احمدی آج بھی غیر مسلم ہیں اور روئے زمین پر اگر ایک بھی محمدی زندہ ہو تو قادیانی اسے بھی اپنے مسلمان ہونے پر قائل نہیں کر سکتے......تحریک ختم نبوت......زندہ باد